خبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر ۷ — مطبوعہ ۱۲ فروری ۱۸۹۱ء بروز پنجشنبہ — جلد ۱۹

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے۔ عہ/ ۱۱

ایضاً بیرونجات سے معہ محصول ڈاک۔ عہ/ ۱۲

" دو کاپیوں سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی۔ عہ/ ۲

ایک شخص کے نام سات کاپی کے دام وصول ہونے پر ایک کاپی مفت دیجائیگی۔ ہر حالت میں قیمت پیشگی لیجائیگی +

ایڈیٹوریل

ہے روح کی غذا تیری حمد و ثنا کی بات۔ بیمار کو ہے ذکر مسیحا شفا کی بات
مومن ہیں معتقد بدل انجیل پاک کے۔ عیسیٰ کا ہے کلام مجسم خدا کی بات

اکثر مسیحی واعظوں کے انجیل کی خوشخبری علی الدوام استقلال کے ساتھ سُنانے پر غیر قوم تعجب کرتے اور کبھی کبھی کہتے ہیں کہ تم لوگ ہمیشہ وہی بات سُناتے ہو کہ "مسیح پر ایمان لاؤ" لیکن کون تمہاری بات قبول کرتا ہے۔ تم ہزار پکارا کرو تمہاری کوئی نہ سُنیگا۔ اور نہ کوئی مانیگا۔ اکثر ایسا بھی واقع ہوتا ہے بعض شہروں اور گاؤں میں دیکھنے میں آتا کہ منادی کرتے اور تعلیم دیتے ہوئے برسوں گذر جاتے۔ زر کثیر مناؤوں کی پرورش اور معلموں کی تنخواہ میں صرف ہوتا اور کچھ پھل نظر نہیں آتا کبھی کبھی بعض ہندو یا محمدی مشنریوں کے پاس جاکر اپنے کو متلاشی دین حق ظاہر کرتے اور انہیں مدتوں دام فریب و ریا میں پھنسائے رکھتے اور آخر کو انکی ریاکاری فاش ہو جاتی اور ناامیدی طاری ہوتی ہے۔ بسا اوقات مشنری صاحبان کے دل میں بعض واقعات اور حالات پر غور و فکر کی حالت میں مایوسی بھر جاتی اور یسعیاہ کی مانند کہنے لگتے "ہماری خبر پر کون ایمان لایا"۔ لیکن کیا ممکن ہے کہ مسیح کے جانباز لشکری اپنے مورچہ سے پسپا ہو جائیں اور غنیم کی مخالفت عظیم کی شدت و حدت پر نظر کرکے کھیت سے دست بردار ہوں اور میدان جنگ میں آگے نہ بڑھیں؟ کیا وہ اُنکے ساتھ ہر حالت میں مدد دینے کو تیار نہیں ہے جس نے فرمایا کہ "دنیا میں مصیبت اُٹھاؤ گے لیکن خاطر جمع رکھو کہ میں دنیا پر غالب آیا ہوں"؟ +

بنارس کے جانباز مشنری لیوپولٹ صاحب نے اپنی کتاب یادداشت میں لکھا ہے کہ میری زندگی میں ایک وقت ایسا ہوا کہ میں نے آرزو کی کہ میرے حصہ میں اور کوئی جگہ آتی جب میں نے گزشتہ دوسالہ مشنوں کی کامیابی اور اُس جلالی کام کی بابت جو کیرن لوگوں میں ہوا ذکر پڑھکر اپنے کام سے مقابلہ کیا۔ ہمنے بھی سخت محنت کی تھی لیکن بہت تھوڑی کامیابی ہوئی۔ میں افسردہ خاطر ہوا اور یہہ ایک ایک اتوار کی سہ پہر کا ذکر ہے۔ میں اپنے سٹڈی روم میں یہہ سوچتا ہوا ٹہلتا پھرتا تھا کہ کیسی خوشی کی بات ہوتی اگر خداوند نے بجائے بنارس کے مجھے انہیں سے کسی جگہہ پر مامور کیا ہوتا جہاں اسقدر کامیابی ہے۔ میںنے ایک چھوٹی کتاب پر ہاتھ رکھا اور بغیر کسی خاص مقصد کے بک کیس سے اُسکو نکالا۔ میںنے اُسکو کھولا تو میری نظر ذیل کے ماجرے پر پڑی ؛

ایک انگریزی خادم الدین امریکہ کی سیر کو گیا تھا۔ شام کے وقت چند خادمان دین جو اُس سے ملنے کے لئے مدعو کئے گئے تھے اُنہیں وہاں اُنکی سخت محنت اور تھوڑی کامیابی کی نسبت گفتگو شروع ہوئی۔ حاضرین میں سے ایک نے اپنی ناکامی

پر افسوس ظاہر کیا اور خیال کیا کہ اُس نے بیفایدہ محنت کی اور اپنی طاقت صرف کی لہذا بہتر ہوتا کہ وہ کسی دوسرے کھیت میں کشت کاری کے لئے بھیجا جاتا یا خداوند اپنے پاس آرام کرنے کے لئے اُسے بلا لیتا۔ دوسروں نے بھی اپنی تجربہ کاری کے مطابق ظاہر کی اور اپنی رائے اسیطرح سے بیان کی۔ صرف وہ انگریزی خادم الدین خاموش سنتا رہا۔ وہ بہت سے موسم ہائے گرما میں سر سفید کئے ہوئے تھا اور ابدیت کے سطحیں۔ اور سنجیدہ کنارے پر کھڑا تھا۔ اُسکے مہماندار نے یہہ دیکھ کے کہ اُسنے اِس گفتگو میں شمولیت کا حصہ نہ لیا یہہ کہا کہ "برادر آپ ہمارے کام کے بارہ میں کیا خیال کرتے ہیں؟ کیا آپ اُن راؤں کے ساتھ جو ابھی ظاہر کی گئیں اتفاق نہیں کرتے؟" اُس سن رسیدہ مسیح کے خادم نے جواب دیا کہ "نہیں میں اتفاق نہیں کرتا"۔ یہہ سُنکر سبھوں کی نظر اُسکی طرف لگی تاکہ اسکا بیان سُنیں لیکن وہ چپ رہا۔ لہذا اُسکے میزبان نے کہا کہ "مہربانی کر کے آپ کچھ بیان کریں"۔ وہ بولا کہ "میرے بیان سے آپ لوگ خوش نہونگے"۔ میزبان نے جوابدیا۔ "تاہم کچھ تو فرمایئے"۔ اُسنے کہا "بہتر ہے میں بھی آپ لوگوں سے کچھ کہونگا۔ "فرض کرو کہ میں ایک زمیندار ہوتا اور میرے پاس ایک ہلواہا ہوتا جسکو میںنے حکم دیا ہوتا کہ تم فلان کھیت میں ہل چلاؤ۔ ہلواہا گیا اور قریب دوپہر کے واپس آکر کہتا "اے آقا! جس کھیت میں ہل چلانے کا آپ نے مجھکو حکم دیا نہایت سخت اور بنجر ہے۔ اور دھوپ اسقدر تیز ہے کہ میں وہاں کام نہیں کر سکتا میں نے صبح سے محنت کی لیکن صرف چند ہلائی کھینچی۔ حالانکہ جان نے سامنے کے سارے کھیت کو جوت ڈالا۔ مہربانی کر کے مجھے جوتنے کے لئے دوسرا کوئی کھیت دیجئے یا گھر پر کچھ کام بتایئے۔" اگر وہ یوں مجھ سے کہتا تو میں صرف اُسکو یہہ جواب دیتا۔ جاؤ اور اُس کھیت کو جوتو جسکے لئے میں نے تمہیں حکم دیا ہے کیا تم سمجھتے ہو کہ میں نہیں جانتا کہ کس قسم کا کھیت میں نے تمہیں جوتنے کے لئے دیا ہے اور تم کیا کر سکتے اور کیا نہیں کر سکتے ہو؟ جس کام پر میں نے تمہیں مقرر کیا اُسکو کرو اور جب وقت ہوگا میں تمہیں گھر میں بلاؤنگا"۔ ٹیلوپلٹ صاحب لکھتے ہیں کہ یہہ تذکرہ پڑھکر میں نے اُس کتاب کو اسی جگہہ میں رکھدیا اور کہا۔ "اے خداوند تو بنارس کو مجھ سے بہتر جانتا ہے میں بخوشی محنت کرتا رہونگا صرف تو میرے ساتھ ہو اور مجھکو وفادار بنا"۔

مشن سکولوں کے ہندو اور عیسائی معلموں

کی نسبت کئی ایک صاحبوں کے مضامین ہمارے پاس آئے ہیں۔ لیکن اُن سبھوں کا درج کرنا ہم ضروری نہیں جانتے کیونکہ اُن کا منشا بالاتفاق یہہ ہے کہ ہندو معلم عیسائی معلموں سے کسی صورت میں بہتر نہیں ٹھہر سکتے اور سچ بھی یہہ ہی ہے کہ جس تعلیم پر وے خود عمل نہیں کرتے (گو کہ زبان سے اسکو اچھا کہتے ہیں) ممکن نہیں کہ وہ دوسروں کو اُس سے موثر کر سکیں چنانچہ ایک مشن سکول میں ایک مولوی صاحب لڑکوں کو انجیل بمجبوری پڑھاتے تھے کیونکہ اول گھنٹے میں انجیل کی تعلیم ہر ایک جماعت میں لازمی تھی اور جب یہہ آیت پڑھی گئی کہ "دیکھو آسمان سے آواز یہہ کہتی آئی کہ یہہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں"۔ تو لڑکوں کے سامنے کہنے لگے۔ "یہہ کیسے کفر آمیز کلمات ہیں"۔ پس ایسی تعلیم کا جو کچھ نتیجہ ہو سکتا ہے سو ظاہر ہے۔ اسی لئے وہاں کے پادری صاحب نے پھر یہہ بندوبست کیا کہ انجیل کی تعلیم صرف مسیحی اُستادوں کو تفویض کی اور ہندو محمدی معلم گھنٹہ بھر بیکار بیٹھے رہتے تھے۔ یہہ صاف ظاہر ہے کہ وہ ملازمت کی وجہہ سے بمجبوری بیبل پڑھاتے ہیں۔ مگر دل سے نہیں۔ ہم صرف راجپوتانہ کے بابو ہرشنکر صاحب کا مضمون درج کر کے اِس بحث کو ختم کرتے ہیں کیونکہ تجربہ کار صاحب نے بھی راجپوتانہ سے وہ مضمون لکھا تھا جسپر یہہ بحث اُٹھی اور وہیں کے ایک لائق شخص کی تحریر کو اِس فیصلہ کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔

کوکب ہند بعنوان "انجیل کو گا یا کرو" لکھتا ہے کہ کبیر پنتھی اور رامانندی گرو اکثر ان پڑھ لوگ ہیں اور کچھ تھوڑا سا پڑھ بھی سکتے تو بھی وے علم کے سمندر سے بیخبر ہیں۔ وے اپنی تعلیم کس طور سے پھیلاتے ہیں؟ بعض گرو گھنٹوں تک نظم سُنایا کرتے ہیں اور اُنکے پاس نظم کا اسقدر ذخیرہ ہے کہ وہ اپنے لوگوں کو سیر کر سکتے ہیں۔ اب ہماری عیسائی جماعتوں کی کثرت ہے لیکن اُنکی نظم خوانی کا ذخیرہ بہت کم ہے۔ ہزارہا مسیحی نظم کی کتابیں اور اُنکے گانے اور باجے کے ساتھ لوگوں کو مسیحی نجات کی باتیں سنانے کے لئے ہزارہا آدمی درکار ہیں۔ گانا بجانا بہت کار آمد ہوگا۔ خصوصاً ہندوستان کے لوگ زبانی وعظ کو اسقدر پسند نہیں کرتے جسقدر اُنہیں وعظ کی باتوں کو گانے میں بخوشی خاطر سنینگے اور موثر ہونگے۔ مسیحی نثار تو بہت ہیں مگر مسیحی ناظم بہت کم ہیں۔ شعر و نظم خوانی کا چرچا اور غزلوں اور ہندوستانی راگ کے گیتوں کے گانے کا رواج ہر ایک مسیحی کلیسیا میں زیادہ ہونا ضرور ہے۔ بریلی کے مدرسہ علم الہی کی بیبلی تعلیم میں گانے بجانے کا علم سکھانیکی سخت ضرورت ہے خوشی کی بات ہے کہ آجکل اکثر مسیحی نوجوان جنہیں گانے بجانے میں کچھ مذاق حاصل ہے گلدستہ سفیر کی غزلوں کو دیسی مانوس و مرغوب لے میں ستار اور طبلہ کے ساتھ گاتے ہیں اور سامعین محظوظ و موثر ہوتے ہیں۔

عہد جدید کی صحت کا بیان

لیکن ہم سنہ ۱۵۰ء اور رسولی زمانہ کے درمیانی شگاف کے اوپر صرف ایک بے محنت ساختہ دلیل سے پُل باندھنے کیواسطے مجبور نہیں ہیں۔ ہم ایک نہایت قیمتی سیدھی شہادت بھی رکھتے ہیں خوش نصیبی سے چند چھوٹی کتابیں اور اجزا اُس قدیم زمانہ یعنی رسولی زمانہ اور سنہ ۱۵۰ء کے درمیان سے بھی ہم تک پُہنچے ہیں۔ اِن علمی باقیات میں ہم اپنے عہد جدید کی کتابوں

کے اُس وقت کلیسا میں موجود ہونے اور اُسکی روحانی خوراک اور جائے اعتماد ہونے کے لئے صاف شہادت پاتے ہیں جسٹن مارٹر جو سنہ ۱۰۰ء کے قریب پالسٹین میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۴۰ء کے قریب اور اسکے بعد روم میں اپنی کتابیں تصنیف کیں اور اُسی شہر میں سنہ ۱۶۶ء کے قریب شہید ہوا۔ اس کی تصنیفات سے ایک معقول مقدار کتاب بنانے کے لئے ہم تک پہنچی ہیں۔ اُسکی تصنیفات مخاطب بہ مسیحیاں نہیں ہیں اور غالباً ایسی قسم کی ہیں جنمیں عہد جدید کے اکثر حصوں میں سے اقتباس طویل داخل ہو سکتے۔ لیکن وہ اپنی باقیات میں اناجیل کا بصفائی اشارہ کرتا ہے اگرچہ وہ بنام راقمان انجیل کا ذکر نہیں کرتا تاہم ایک معمولی مصنف کی مانند اکثر صرف حافظہ سے اُن سبھوں سے اقتباس کرتا ہے۔ فی الحقیقت اُسکے حوالے ہمارے خداوند کی زندگی کی بابت اسقدر با فراط اور کثیر ہیں کہ اُنسے ایک بہت پورا بیان تصنیف ہو سکتا ہے۔ وہ مکاشفات کا بھی ذکر کرتا ہے اور اگر وہ انجیلی خطوط سے اقتباس نہیں کرتا تو یہہ صرف اسوجہ سے ہے کہ اُسکو اُنسے کام نہیں پڑا پس جسٹن کی یہہ گواہی بالامکان پالسٹین کے لئے اور بالیقین روم کے لئے دوسری صدی کے پہلے نصف کے لئے مضبوط ہے +

دوسرا مصنف جسکو ہم اس زمانہ سے گواہ طلب کرتے ہیں پاپیاس ہے جو ایشیائے کوچک میں ہیراپلس کا جسکا ذکر فلسیوں کے پچھلے باب میں ہوا ہے بشپ تھا۔ وہ دوسری صدی کے پہلے نصف یا قریب سنہ ۱۲۰ء کے زندہ تھا اور یوحنا رسول کا شاگرد اگر نہیں تو ہمعصر ضرور تھا وہ یقیناً رسولی زمانہ میں کچھ عرصہ تک زندہ رہا۔ اُسکی تصنیفات کے بہت تھوڑے اجزا ہم تک پہنچے ہیں جو سب کے سب ایک صفحہ میں چھپ سکتے ہیں۔ لیکن ان اجزا اور چند تذکروں سے جو قدیم مصنفوں کی تصنیفات میں بچ رہے ہیں ہم جانتے ہیں کہ اُسنے متی مرقس اور غالباً یوحنا کی انجیل پہلے یوحنا پہلے پطرس اور مکاشفات کا استعمال کیا۔ یہہ گواہی مغربی ایشیا کے شہر ازمرنے کے شہید پولیکارپ سے بھی بڑی پختی پاتی ہے وہ یوحنا رسول کا ہمعصر اور شاگرد تھا ایسا کہ اسکی زندگی بھی رسولی زمانہ میں داخل ہوئی ہے۔ اُسکا ایک چھوٹا خط جو غالباً سنہ ۱۱۵ء کے قریب لکھا گیا ہم تک پہنچا ہے۔ وہ فلسیوں کے خط کے برابر نہیں ہے تاہم ہمارے عہد جدید کی دس یا بارہ کتابوں سے چالیس سے زیادہ اقتباس یا اُنکے حوالے اسمیں موجود ہیں۔ پس پاپیاس اور پولیکارپ کی گواہی دوسری صدی کے شروع میں ایشیائے کوچک کی کلیسیا کے لئے کارآمد ہے +

ہم یوحنا رسول کے ایک اور ہمعصر یعنی روم کے کلیمنٹ کا ذکر کرتے ہیں۔ اُسکی بہت سی زندگی رسولی زمانہ کے اندر بسر ہوئی۔ اُسنے قرنتھیوں کو ایک خط لکھا تھا جو خوش نصیبی سے پورا اب تک ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اسکی تاریخ قریب سنہ ۹۵ء ہے ایسا کہ وہ غالباً عہد جدید کی بعض کتابوں کی مانند پرانا ہے۔ ہم اس خط میں اپنے خداوند کے بہت قول پاتے ہیں جو ہماری موجودہ اناجیل میں پائے جاتے ہیں اگرچہ کلیمنٹ اپنے اقتباسات کے سرچشمہ کا اشارہ صاف صاف اناجیل کیطرف نہیں کرتا ہے لیکن وہ اقتباس خواہ اشارہ سے رومیوں پہلے قرنتھیوں افسیوں عبرانیوں یعقوب اور پہلے پطرس کے خطوط کی موجودگی پر بصفائی دلالت کرتا ہے۔ کلیمنٹ کی گواہی اسطرح کی ہے اور پہلی صدی کے خاتمہ کی نسبت روم کی کلیسیا کے لئے صریح مضبوط ہے +

یہہ گواہی اگر ہم دقیق تفصیلوں میں اُترتے تو اور بھی زیادہ بڑھ سکتی ہے۔ لیکن دوسری صدی کے دوسرے نصف میں کہ جسکی نسبت گواہی کامل اور زور آور ہے اور رسولی زمانہ کے یا پہلی صدی کے خاتمہ کے درمیان شگاف کے اوپر پُل باندھنے کے لئے بیان بالا کافی ہے۔ یہہ گواہ جو ابھی پیش کئے گئے خصوصاً جبکہ پہلی دلیل کی روشنی میں انپر نظر کی جاوے صاف ظاہر کرتے ہیں کہ سنہ ۱۲۰ء کے قریب یہہ ہی مقدس کتابیں جو بالفعل ہمارے ہاتھ میں ہیں کلیسیا میں معلوم اور مقبول تھیں۔ لیکن یہہ وہ وقت تھا جسمیں یوحنا رسول وفات پا چکا تھا اور بہرحال جبکہ اکثر ممبران جو رسولی زمانہ میں زندہ تھے جو خود حواریوں کے شاگرد اور دوست تھے اور جنہوں نے اُن قلمی نسخوں کو دیکھا اور اُنکا استعمال کیا تھا۔ اسلئے ہم فیصلہ کرتے ہیں کہ عہد جدید کی خاص کتابیں بالضرور رسولوں اور رسولی زمانہ کے آدمیوں کی اصل اور صحیح تصانیف ہیں +

مضمون کے اس علاقہ کو چھوڑنے سے پہلے یہہ بیان کرنا بہتر ہوگا کہ ہمارا ایسا قیاس کرنا عظیم غلطی ہے کہ اُس گواہی کا جسپر قدیم کلیساؤں نے عہد جدید کی کتابوں کو اُنکے مصنفوں کی اصلی تصنیف قبول کیا تھا کل یا دسواں حصہ بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ اس گواہی کا جو وے اپنے پاس رکھتے تھے اور جسپر اُنہوں نے اپنا فیصلہ کیا تھا ایک بڑا حصہ ہمیشہ کے لئے گم ہو گیا ہے۔ صرف فیصلہ معہ گواہی کی بعض اتفاقی حقیقتوں کے باقی رہا ہے لیکن ٹھیک یہہ وہی بات ہے جسکے ہم منتظر ہو سکتے تھے اور لازم نہیں کہ وہ کسی طور سے ہمارے ایمان کو جنبش دے جب ہم گذشتہ تواریخ کے بڑے مقدمات اور ماجروں پر واپس نظر کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اُن کی نسبت منصفوں اور اُس زمانہ کا فیصلہ ہمارے ہاتھ میں موجود ہے۔ لیکن وے حقیقتیں جنپر وہ فیصلہ مبنی تھا نہیں ہیں۔ تاہم ان ہمعصروں کے فیصلہ کو چونکہ وہ متفق رائے کا فیصلہ ہی لائق اعتبار قبول کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہے۔ اور یہہ ایسا ہی مقدمہ ہے۔ گواہی کا ذخیرہ غائب ہو گیا ہے لیکن فیصلہ موجود ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ روم مصر سیریا اور ایشیائے کوچک کی تمام کلیسیائیں جو متواتر رسولوں

کے ایام سے موجود ہیں اور کل ماجرے جنکے روبرو ہوئے تھے عموماً اس امر میں متفق تھیں۔ دنیا کے دور دراز حصوں میں مختلف پنچایتوں نے اس مقدمہ کی آزمایش کی ہو وے سمواً یکساں انفصال کرنے میں متفق ہیں اور یقیناً گواہی کی گم شدہ تفصیلوں کے عوض اس متفق انفصال کو ہم بھی قبول کر سکتے ہیں + (باقی آئیندہ)

مُراسلات

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا
الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا

خیرخواہ کشمیر مطبوعہ ۲۵ جنوری ۱۸۹۱ء لکھتا ہو کہ کوکب ہند کے ہم مشکور ہیں کہ اُنہے ہند و بیوگان کی حالت اور مفلوک لوگوں کی مصیبت پر تو چند کلمہ لکھے۔ پھر پوچھتا ہو کہ آپنے اُن ہم مذہب لیڈیوں سے جو کہ شادی نہیں کرتی ہیں یہہ بات بالکل دریافت نہ کی کہ وہ شادی کرنے سے کیوں گریز کرتی ہیں اور بغیر خاوند کے انکی عمر کیونکر گذرتی ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ یہہ تو وہی بات ہوئی کہ ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ کہاں کی بات کہاں بٹھائی مشفق من آپکی رانڈیں تو ممانعت شادی کیوجہ سے مجبوراً جُپے کو کوس اور کلیجہ کو مسوس کر رہجاتی ہیں۔ مگر لیڈیوں کو آزادی ہو اگر چاہیں تو شادی کر لیں اگر چاہیں کنواری رہیں۔ پھر بعض اشخاص باوجود شادی بھی اولاد سے محروم رہجاتے ہیں تو اس قانون قدرت کے برخلاف جُرم کا کون ذمہ دار ہو۔ شاید خیرخواہ کشمیر +

راقم۔ کیدار ناتھ مدرسہ علم الہی سہارنپور

جناب ایڈیٹر صاحب

بعد تسلیم گذارش ہو کہ۔ احقر کی نظر سے نور افشاں مطبوعہ ۲۲ جنوری گذرا جسمیں بصیغہ مراسلات بعنوان "مشن سکولوں کے معلم ہندو اور عیسائی" پڑھکر بندہ سخت حیرت میں مبتلا ہو کر درحالیکہ راقم مضمون اپنے تئیں ایک تجربہ کار راجپوتانہ کا کہتے ہیں اور پھر بھی دونوں اقسام کے استادوں کی نسبت احقر کی دانست میں بڑی بھاری غلطی کرتے ہیں۔ اگر مضمون مذکورہ کے راقم کوئی ولایتی صاحب ہیں تو انہوں نے اس بارہ میں دھوکہ کھایا کیونکہ بندہ نے اس قلیل تجربہ میں اُنکو دھوکا کھاتے دیکھا ہو۔ اور اگر کوئی دیسی صاحب ہیں تو احقر کی سمجھ میں متعصب معلوم ہوتے ہیں اور جن صاحبوں کی نظر سے دونوں اقسام کے معلموں کے کام گذرے ہونگے وہ اسپر ہرگز متفق نہ ہونگے۔ جو کچھ وہ عیسائی معلموں کی نسبت لکھتے ہیں البتہ بعض کی نسبت سچ ہوگا مگر اکثروں کی نسبت مطلق غلط ہو۔ مثلاً نصیرآباد کے عیسائی معلم خواہ دیہاتی یا شہری اسکولوں میں اُن الزاموں سے بالکل بری ہیں۔ البتہ ایک طور پر بعض باتیں صحیح ہیں سو وہ ایسی ادنی باتیں ہیں جنکو کوئی انصاف پسند بُرا نہیں کہہ سکتا اور نہ طلبا کو اُنسے نقصان پہنچتا ہو۔ مثلاً کام کرنیکے بعد کسیطرح کے کھیل سے دل بہلانا لیکن یہہ کہنا کہ وہ بے ادب ہیں یا کہ بہ نسبت ہندو معلموں کے میل نہیں جانتے اور نہ پڑھا سکتے ہیں یا کم محنت ہیں سراسر الزام ہو کیونکہ بندہ نے ہائی سکول کے عیسائی اور دیہاتی سکولوں کے عیسائی معلموں کی نسبت کسیقدر تجربہ حاصل کیا ہو۔ اور جیپور میں بھی بندہ نے کچھ دنوں تک رہ کے دیکھا ہو۔ اور سکولوں کی حالت سے صاف معلوم ہوا کہ عیسائی استاد بہ نسبت ہندوؤں کے ہزار درجہ بہتر ہیں۔ اگرچہ بعض ایسے بھی ہیں جو تجربہ کار صاحب کے الزامات سے کسیقدر قصوروار ہیں۔ مثلاً جیپور میں دو عیسائی دیہاتی سکولوں میں تعلیم دیتے ہیں۔ انہیں سے ایک کا کام ترقی پر اور دوسرے کا تنزل پر ہو۔ اور اس کا باعث یہہ ہو کہ وہ لوگ جنکے لڑکوں کو وہ تعلیم دیتا وہ انہیں بار بار سکول میں نہیں بھیجتے اگرچہ کوشش کی گئی پر وہ لوگ متوجہ نہیں ہوتے شہر کے سکولوں کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا۔ نصیرآباد میں ایک معلم دیہاتی سکول کا اور بڑے سکول میں قریب آٹھ یا نو اُستاد بڑی سرگرمی اور محنت سے تعلیم دیتے ہیں اور انکا کام ترقی پر ہو۔ اسی باعث سپرنٹنڈنٹ صاحب نے کئی ایک کی تنخواہ میں اضافہ کیا ہو۔ اور ایک خوبی دیہاتی عیسائی معلموں میں یہہ ہو کہ اُنکے ہاں جتنے لڑکے روزمرہ آنیوالے ہیں وہی پادری صاحب کے جانے پر حاضر ہوتے ہیں بخلاف اسکے ہندو معلموں کے ہاں پادری صاحب کے جانے پر زیادہ اور روزمرہ کم ہوتے ہیں۔ یہہ حال نہ صرف جیپور میں پر نصیرآباد میں بھی دیکھا گیا ہو۔ مثلاً روز کی حاضری ۴۰-۵۰ تک ہو اور پادری صاحب کے جانے پر ۶۰-۶۳ تک حاضر کر دیتے ہیں۔ بلکہ اُن سکولوں کے معلم اس سے بھی زیادہ حاضر کرتے ہیں جنہیں لڑکوں کے شمار کے مطابق تنخواہ ملتی ہو۔ یہہ حال جیپور میں دیکھنے میں آیا۔ اور جب احقر ہندو تھا اسوقت بھی ایک سکول میں یہہ چال دیکھا۔ اگر کوئی صاحب خلاف جانیں تو اپنے ہاں کے سکولوں میں تجربہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور عیسائی استادوں میں ایک یہہ بھی وصف ہو کہ وہ اپنے کام سے غرض رکھتے ہیں نہ کہ خوشامد کی باتوں سے اور نہ لُو پتّو سے۔ تجربہ کار صاحب ہندو معلموں کی نسبت فرماتے ہیں کہ وہ بہت محنتی ہوتے ہیں اور اپنے کام کو دل و جان سے کرتے ہیں۔ مگر جیپور میں بندہ کی نظر سے چار ہندو پنڈتوں کا کام گذرا جنمیں سے ایک کی نسبت مذکورہ باتیں ٹھیک ہیں۔ باقی تین کی نسبت محض غلط ہیں۔ باوجودیکہ انکو انکی پڑھائی کے مطابق تنخواہ ملتی ہو۔ نصیرآباد کے دیہاتی ہندو معلموں کی نسبت ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا مگر اتنا کہنا مناسب جانتا ہوں کہ

تین استادوں میں سے دو ایسے ہیں جو اپنے طلبا کا شمار پادری صاحب کے آنے پر بڑھا دیتے ہیں۔ مثلاً حاضر ۲۳ اور جدی جدی جماعتوں میں وہی ۲۳ لڑکے ۳۴ ہو گئے اور ایک سکول میں جب پہلے مرتبہ گیا تو ۵۴ لڑکے حاضر ملے جو رجسٹر میں برابر ایک یا دو کی کمی بیشی سے مندرج تھے۔ مگر دوسرے روز گیا تو ۱۰ لڑکے حاضر تھے جو سوائے صاحب کی حاضری کے نقشہ میں کبھی مندرج نہ ہوئے تھے ۔

تجربہ کار صاحب کا یہہ فرمانا کہ ہندو معلم بہ نسبت عیسائی معلموں کے بیبل اچھی جانتے اور پڑھا سکتے ہیں محض غلط ہے۔ ہندو پنڈتوں میں اکثر ایسی بیبل جانتے ہیں جیسا کہ سوامی دیانند جانتے تھے۔ اور اگرچہ وے سلیٹ موٹیب ہیں لیکن یسوع نسبت بُرا بھلا کہتے ہیں اور اُنہیں بہت کم ہیں جو خداوند کی توقیر کرتے ہیں۔ پھر یہہ بھی سراسر غلط ہے کہ ہندو پنڈت مسیح کو دل سے پیار کرتے ہیں کیونکہ مسیح کو جو کوئی دل سے پیار کریگا وہ ضرور اُسکے احکام پر عمل کرکے علانیہ اُسکو قبول کریگا۔ اور اگر ایسا نہ کرے اور تو بھی دعوےٰ کرے کہ میں خداوند کو پیار کرتا ہوں تو وہ ریاکار ہو کے اپنی سزا کو پہنچیگا ۔

راقم ہرشنکر مشن نصیر آباد

راجپوتانہ

میاں شہاب الدین کی درخواست کے بموجب منشی دین محمد کے خط کا جواب جو کہ نور افشاں مطبوعہ ۲۵ دسمبر ۹۰ء میں شایع ہوا

چند روز گذرے کہ جناب پادری وائٹ برخیٹ صاحب کے پاس منشی دین محمد صاحب کا ایک خط جسکا ذکر نور افشاں نمبر ۵۲ جلد ۱۸ میں ہوا ہے پہنچا۔ صاحب موصوف نے جیوں ہی خط کھولا۔ وہیں اُنہیں مرزا قادیان کا نام نظر پڑا۔ اسمیں سے ایک اشتہار بھی مرزا صاحب کا ملفوف دیکھا گیا۔ لہذا اُنہوں نے اس خط اور اشتہار کو دفتر بے معنی و مضمون لایعنی و بیہودہ سمجھکر بغیر پڑھے میرے پاس بھیجدیا۔ میں نے اس خط کو شروع سے آخر تک پڑھا۔ بوجوہات ذیل پڑھتے ہی جعلی معلوم ہوا۔ اولاً میں منشی صاحب کو خوب جانتا اور پہچانتا ہوں۔ میں نے دل میں یقین کیا کہ یہہ خط اُنکے ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں تھا۔ ثانیاً طرز عبارت یا یوں کہو کہ انشا بھی اُنکا سا معلوم نہ ہوا۔ ثالثاً مرزا صاحب سے اُنکو مدتوں سے نیاز حاصل ہے چند روز کی اُنکی ملاقات نہیں۔ وہ اُنکی کتابوں کی اصلیت اور جھوٹے الہاموں کی حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ لیکن اس خط سے ایسا ترشح ہوتا ہے کہ راقم خط گویا مرزا صاحب سے واقف ہی نہیں۔ یونہی اتفاقی ملاقات ہوگی۔ رابعاً اس خط کا راقم اصول ملت مسیحی سے ناواقف ہوتا ہے۔ مگر منشی دین محمد صاحب عیسائی مذہب کے اصول سے خوب ہی آگاہ ہیں۔ خامساً منشی صاحب نے بارہا مجھسے اور اکثر مسیحیوں سے اس امر کا ذکر کیا کہ ”میں نے بارہا خدا سے دعا مانگی کہ مجھے راہ حق کی ہدایت ہو۔ اب خدا نے اپنے فضل سے مجھپر ظاہر کیا کہ مسیحی مذہب راست و حق ہے۔ نیز محمدی طریق اور مسیحی مذہب کی کتابوں کو خوب پڑھا۔ اور مقابلہ کیا۔ سو محمدی مذہب ناحق معلوم ہوا“۔ اب جس حال کہ ایک تعلیم یافتہ شخص نے تحقیق اور دعا سے ایک مذہب کو حق سمجھ لیا تو پھر وہ کیونکر ایسے بیہودہ امر کی طرف متوجہ ہوگا ۔

غرض بوجوہات بالا یہہ خط صریح جعلی معلوم ہوا۔ بعدہٗ جب میں دورہ سے واپس انبالہ آیا اور منشی دین محمد صاحب کی تلاش کی۔ تو معلوم ہوا کہ وہ جموں کیطرف چلے گئے ہوئے ہیں۔ اور آج ۲۸ تاریخ دسمبر ۹۰ء کو ایک پوسٹ کارڈ منشی صاحب کی طرف سے مجھے ملا جسمیں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ جو خط آپکے (پادری وائٹ برخیٹ صاحب کی طرف) بھیجا گیا۔ اُسپر توجہ اور لحاظ نہ کیا جاوے۔ کیونکہ جو خط اُنکی طرف بھیجا گیا۔ وہ جعلی تھا۔ زبردستی سے اُسپر میرے دستخط کرائے گئے“۔ یہہ پوسٹ کارڈ میرے پاس موجود ہے جسکی مرضی ہو آکر ملاحظہ فرمائے یا طلب کرے ۔

میرے خیال میں میاں شہاب الدین کے لئے یہہ جواب کافی ہے۔ لیکن ناظرین کی آگاہی کیواسطے اَور بھی چند سطریں ذیل میں لکھتا ہوں ۔

واضح ہو کہ مرزا صاحب نے بارہا کوشش کی کہ جناب پادری وائٹ برخیٹ صاحب اُنکی بیہودہ تحریرات پر توجہ فرماویں تاکہ اُنکی تشہیر زیادہ ہو جاوے۔ اور کوئی آمدنی کی صورت بن جاوے مگر پادری صاحب نے مطلقاً کبھی توجہ نہیں کی جب مرزا صاحب نے کسیطرح دال گلتی نہ دیکھی تو آخر یہہ صورت نکال لی۔ کہ شہاب الدین کی معرفت ایک خط پادری صاحب ممدوح کیطرف بھیجدیا۔ اور اُسپر زبردستی منشی صاحب کے دستخط کروا دیئے۔ زاں بعد اخبار میں شایع کروا دیا۔ تاکہ جاہل محمدی آپکی طرف زیادہ تر متوجہ ہوں

الغرض اس خط کا اصلی کاتب مرزا ہی معلوم ہوتا ہے۔ نویسندہ میاں شہاب الدین چنانچہ وہ خود اسبات کے مقر ہیں۔ کہ ”رسید رجسٹری میرے پاس ہے“ ۔

آخر میں راقم خط کی خدمت میں عرض ہے کہ جب آپ خود ہی تحریر کرتے ہیں کہ ”میں اس شخص (مرزا قادیان) کو مکار اور فریبی جانتا ہوں“۔ نیز ”آپ اس مکار یعنی مرزا قادیان کا ضرور مقابلہ کرینگے“۔ جب یہہ صورت ہے۔ تو کیا ایسے شخص سے جسکو آپ ایسے بُرے الفاظ سے یاد فرماتے ہیں مقابلہ کرنا جائز ہے۔ جسطرح مسیح نے شیطان کی درخواست پر پتھر سے روٹی بنا دینے سے انکار کیا۔ آپ بھی ایسے شخص کی درخواست پر توجہ نہ کریں۔ بلکہ محمد اور خداوند مسیح کا اور قرآن اور انجیل شریف کا مقابلہ کیجئے۔ اور خدا سے ہدایت کیواسطے دعا کیجئے ۔

راقم آپکا خیرخواہ فتح مسیح از انبالہ

سر آئزک نیوٹن

اب ہم ایک ایسے شخص کا بیان کرتے ہیں جسکو اگر انگریزوں کی قوم کا فخر کہیں تو بجا ہے۔ اور اگر سائینس کے تن مردہ میں روح پھونکنے والا کہیں تو روا ہے۔ وہ کون ہے دقیقہ شناس یعنی ہر فاضل اجل عالم بے بدل سر آئزک نیوٹن۔ یہہ بزرگ شخص ١٦٤٢ء میں انگلستان کے ایک صوبہ لنکن شایر میں پیدا ہوا۔ اسکا باپ ایک زمیندار تھا۔ اسلئے وہ چاہتا تھا کہ اُسکا بیٹا بھی اراضیات اور بھیڑ بکریوں وغیرہ کی بابت گفتگو کیا کرے۔ پر نیوٹن کے خیالات علم کیطرف مائل تھے۔ چنانچہ جب اُسکے باپ نے چراگاہ میں اُسے گلہ چرانے کو بھیجا تو بجائے اُسکے کہ وہ گلہ کو لیکر ادھر اُدھر پھیرے وہ ایک درخت کے نیچے پڑھتا ہوا پایا گیا۔ اور پھر ایک دفعہ وہ ایک بھیڑ بیچنے کے لئے گرنتھم کے بازار میں بھیجا گیا۔ مگر یہہ کام تو اُسنے اپنے ایک نوکر کے سپرد کیا اور خود الگ بیٹھکر ریاضی کا ایک سوال حل کرنے میں مشغول ہوا۔ پھر تو تمام لوگوں اور بعدہٗ اُسکے والدین پر بھی ظاہر ہوگیا کہ وہ زمیندار نہیں بن سکتا۔ اسلئے اُسکے باپ نے اُسے کیمبرج کے ٹرنٹی کالج میں بھیجدیا۔ یہہ جگہہ نہایت ہی اُسکے مناسب حال تھی چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں اپنی محنت کے سبب ہر دلعزیز بن گیا خاصکر آئزک بیرو نامے ریاضی کا پروفیسر جو کہ بعدہٗ انگلستان کے مشہور شخصوں کی فہرست میں گنا گیا اُسکو بہت پیار کرتا تھا۔ وہاں پر اُسنے کلیر اور ڈیکارٹ کی تصانیف کو پڑھا۔ ایک دفعہ وہ کسی وبائی مرض کے پھیلنے کے سبب کالج کو چھوڑ کر گھر کو آیا۔ اور جب ایک باغ میں بیٹھا مطالعہ کر رہا تھا اُسنے درخت سے ایک سیب گرتا دیکھا۔ گو یہہ بات لاکھوں نے اُسکے پیشتر اور لاکھوں نے اُسکے بعد بھی دیکھی ہوگی مگر نیوٹن نے فلاسفرانہ آنکھ سے دیکھا۔ اور سوچنے لگا کہ یہہ سیب ٹہنی سے الگ ہوکر دوسری کیطرف کیوں نہیں چلا جاتا۔ یا کیوں ہوا میں ٹھہر نہیں رہتا۔ اور اس سوال و جواب کا نتیجہ یہہ نکلا کہ اُسنے کشش ثقل دریافت کرلی اور پھر اُسی سے سیارات اور دیگر اجسام فلکیہ کی حرکات اور مدارجات کو دریافت کرلیا۔ کالج کو واپس جانے پر وہ یونیورسٹی کا ممبر بنایا گیا اور دو برس بعد ڈاکٹر بیرو کی جگہہ ریاضی کا پروفیسر مقرر ہوا۔ اُس اثنائے میں اُسنے اپنے تجربوں کو اکٹھا کرکے پرنسپیا نامے ایک کتاب شایع کروائی۔ اسکے پانچ برس بعد یونیورسٹی کیطرف سے ڈیلیگیٹ بنکر پارلیمنٹ میں بھیجا گیا۔ اور کچھ عرصہ بعد ٹکسال کا مہتمم مقرر ہوا۔ اگرچہ نیوٹن کو القاب۔ خطاب۔ اور پنشن اس کثرت سے دیئے جاتے تھے تو بھی وہ پہلے کیطرح ویسا ہی نیک اور سادہ طبیعت رہا۔ وہ اپنی آمدنی اپنی ملک کے اخراجات کے لئے خرچ کرتا تھا اور خود بالائی آمدنی پر گذارہ کرتا تھا تو بھی وہ بہت ہی کریم النفس تھا۔

لیبنیز نامے ایک مہندس اور فیلسوف کے دل میں نیوٹن کی اتنی شہرت کے سبب حسد پیدا ہوا۔ اور اُسنے نیوٹن کو ایک ریاضی کا سوال حل کرنے کے لئے بھیجا۔ یہہ سمجھکر کہ وہ سوال اُسکی لیاقت کو مات کردیگا۔ نیوٹن کو شام کے وقت وہ سوال ملا اور سونے سے پیشتر اُسے حل کردیا۔ اُسکی طبیعت میں استقلال بہت تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کچھ آدمی اُسکے پاس آکر اُسکی بہت ہی تعریف کرنے لگے کہ آپ بہت ہی عالم ہیں وغیرہ وغیرہ پھر کیا نیوٹن اپنی تعریف سُنکر پھول گیا؟ ہرگز نہیں اُسنے کیا ہی عمدہ جواب دیا کہ "اس نعمت کے لئے تو میں خدا کا شکر کرتا ہوں مگر مجھ میں اور دوسرے آدمیوں میں سوائے استقلال کے کچھ فرق نہیں"۔ عزت اور لیاقت اسقدر اور اُسپر فروتنی اس درجہ کی کہ کچھ بیان نہیں مرنے سے پیشتر فرمایا کہ "معلوم نہیں لوگ میری بابت کیا خیال کرتے ہیں مگر اپنے آپ کو میں یوں معلوم ہوتا ہوں جیسے ایک بچہ جو سمندر کے کنارہ پر سنگریزے جمع کر رہا ہے جس حال میں کہ سچائی کا ایک بحر نامعلوم ہے"۔ حاصل کلام نیوٹن ٢٠ مئی ١٧٢٧ء میں چوراسی برس کا بوڑھا ہوکر جان بحق تسلیم ہوا۔

راقم عزیز اللہ ناصر

حکمت لعلوں سے بہتر ہے

مشن کے کاموں اور دیسی عیسائیوں کی تعلیم کی بابت

دعا۔ اے خداوند ہمارے خدا ہمکو رہائی دے اور ہمکو غیر قوموں میں سے جمع کرے۔ تاکہ تیرے مقدس نام کا شکر کریں۔ خداوند اسرائیل کا خدا ازل سے ابد تک مبارک ہووے۔ اور سارے لوگ بولیں۔ آمین۔ خداوند کی ستایش کرو۔ ١٠٦ زبور ٤٧ و ٤٨ آ

نور افشان کے بہرہ مختلف واقعات میں گذشتہ ہفتہ یہہ خبر پڑھنے میں آئی کہ ہندوستان کے مسیحی احباب کی فکر میں ہیں کہ عیسائی مردوں اور عورتوں کو کس نام سے پکارا جاوے آیا مسٹر اور مسنز کہا جاوے یا جورو اور شوہر کہا جاوے۔ میں تو اس خبر سے خوب ہنسا۔ بات جو ہنسی کی ہوئی پنجابی میں مثل ہے کہ ڈبی تاں جو ساہ نہ آیا۔ یعنی سانس کے رُک جانے کے باعث ڈوب گئی۔ یہی تو دیسی بھائیوں کی باتیں ہیں۔ جو ضروری اور کار آمد باتیں ہیں اُنکی طرف تو توجہ نہیں فضول اور واہیات باتوں کیطرف دھیان ہے۔ خطابات کے لائق پہلے ہو تو لو۔ پھر جو مرضی ہے بن جانا۔ نوبت تو ڈوب جانے کی پہنچ رہی ہے۔ اور آپ اکڑ رہے ہیں۔ ذرا اپنی قوم کی اور قوم کے جوانوں کی حالت تو دیکھو۔ کہ وہ کس درجہ پر ہیں۔ اُنکی مزاج کا پارہ کس درجہ کی سردی میں جم رہا ہے۔ ان فضول جھگڑوں کے واسطے بہت وقت ہے۔ اور ایسی باتیں بغیر جھگڑوں اور کوششوں کے خود بخود طے ہونگی۔ یہہ وقت ایک خاص توجہ کا ہے کیونکہ پیچھے جننے پڑے ہیں اور طاقت جننے کی نہیں۔ ہمارا قوم کا اللہ ہی حافظ

سے بڑھتا جاتا ہو۔ اور قوم کہلانے کے لائق نہیں +

قوم کی حالت درست نہیں۔ مسیحی بھائیو۔ کیا آپنے مولوی صفدر علی صاحب (یا دوش بخیر) کا رسالہ خلاصہ مضامین دیکھا ہو۔ میں سمجھتا ہوں ضرور دیکھا ہو۔ اُسکے دیکھنے سے آپ نے کیا معلوم کیا۔ کہ ہماری قوم کے بچے کس حالت میں ہیں۔ اُنکی دینی اور دنیوی حالت کیسی ہو۔ آپنے دیکھا کہ مولوی صاحب نے اِس بڑھاپے کیوقت کیسی تکلیف اُٹھائی۔ اور مسیحیوں کی بہتری کے واسطے کیسے فکرمند ہیں۔ سچ تو یوں ہو کہ جسقدر وہ قوم کیواسطے خیر تمند اور متفکر رہتے ہیں۔ تدابیر سوچتے اور اکثر اُنہیں سے عمل میں بھی لاتے۔ ۱۰۰۔ ۵۰۔ اور مسیحی بھی اُنکے ہم خیال ہو کر فکر کریں۔ تو بہت کچھ ہو سکتا ہو۔ وہ بیچارے اکیلے کیا کر سکتے ہیں۔ افسوس تو یہہ ہو کہ اِن بھائیوں سے مدد تو الگ رہی۔ جب بعض سے ایسی باتوں کا ذکر کیا جاتا ہو کہ مسیحیوں کی بہتری کی فکر کرنی چاہیئے تو ٹکے سا جواب ملتا ہو کہ خصماں نوں کھان ساتوں کیہ یہہ سنکر تن بدن میں آگ سی لگ جاتی ہو۔ ایسی مایوسی کی حالت میں بس خدا ہی کی طرف خیال جاتا ہو۔ اور حضرت داؤد کی طرح بے اختیار ایک آہ کے ساتھ دل سے نکل جاتا ہو "میری مدد کہاں سے آویگی۔ میری مدد خداوند سے جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہو" +

اسوقت مولوی صاحب کا رسالہ خلاصہ مضامین میز پر میرے سامنے پڑا ہو۔ ایک عرصہ سے اُسکی بابت سوچ رہا ہوں مگر عقل کچھ کام نہیں دیتی۔ کیونکہ جو کچھ اسمیں لکھا گیا ہو سچ ہو۔ ہماری حالت بہت ہی ابتر اور ناقص ہو۔ نہ تو دینی صورت بہتر ہو نہ دنیوی۔ ضرورت نہیں کہ میں اُن باتوں کو دُہراؤں لیکن اتنا کہونگا۔ کہ جو کچھ مولوی صاحب نے لکھا۔ اُس سے بدرجہا ہماری حالت بدتر ہو۔ میں سب باتوں میں مولوی صاحب سے متفق ہوں البتہ ایک بات میں میں اُنکے ساتھ اتفاق نہیں کرتا +

وہ بات رسالہ کے بیسویں صفحہ سے شروع ہوتی ہو جسمیں اُنکا منشا ہو کہ صاحب ثروت اور متمول مسیحی غریب بھائیوں کے بچوں کی تعلیم کیواسطے روپیہ جمع کریں (سخن درین است) یہہ بات کہاں ہوگی۔ مولوی صاحب تو پُرانے وقتوں کے نیک مزاج ہیں۔ حال کے لوگوں کے واسطے کسی بھائی کی مدد کیواسطے کوڑی دینی سخت مشکل ہو جب وہ اپنے روپیہ سے اپنی ہی اولاد کو اچھی تعلیم نہیں دینے دلاتے تو اَوروں کی وہ کیا خاک مدد کر سکتے ہیں۔ مجھے ایک مسیحی کا حال یاد ہو کہ وہ اپنے بچوں کو کسی سکول میں نہیں بھیجتا تھا صرف یہہ کہکر کہ خرچ نہیں دیسکتا۔ حالانکہ ۲۰-۲۵ ہزار روپیہ نقد اُسکے پاس موجود تھا۔ ایسے کئی ایک ہیں۔ ایسوں کی اولاد غریبوں سے بھی گئی گذری ہو۔ یہہ مشکل ہو۔ غیر اقوام نے دیکھو کالج کھول دیئے۔ بر فرقوں کے مسیحی بھائیوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ ہر وقت مشنریوں کے ہاتھ پر نگاہ ہو۔ کیا کریں۔ سچ ہو کہ ہم اُنکے بغیر کچھ کر نہیں سکتے ہفتہ عشرہ گذرتا ہو کہ پنجاب کے ایک مشہور پادری صاحب نے مجھ سے سوال کیا کہ "کیا وجہ ہو کہ دیسی عیسائی مشن کے باہر ہو کر اپنا کام نہیں چلا سکتے" میں نے عرض کی کہ میں اسکا جواب نہیں دیسکتا۔ یہہ سوال غور طلب ہو۔ ہمارے بزرگ اِس پر غور کر رہے ہیں۔ اب ہم کریں تو کیا کریں۔ کیا جیسا مولوی صاحب فرماتے ہیں ایک ایجوکیشنل کمیٹی قایم کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہہ بھی نہ ہوگا۔ آپ مجھسے وجہ پوچھینگے۔ وجہ یہہ ہو کہ مسیحیوں کی دینی حالت صاف نہیں۔ وہ جھٹ بدگمان ہو جاتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ہو فلاں آدمی نے کام شروع کیا ہو۔ ہم اگر اُسکی مدد کرینگے۔ تو اُسیکا نام ہوگا۔ ہمیں کون جانیگا۔ یہہ لوگ کام پر نہیں بلکہ نام پر مرنے والے ہیں۔ آپ کہانتک اُنکے ہمدرد ہونگے +

مشن نے آجتک ہمارے واسطے سب کچھ کیا اور کرتی ہو۔ لیکن آخر مشن کہانتک کر سکتی ہو۔ ہمیں آپ اپنی فکر چاہیئے۔ غیروں کو تو ہماری فکر ہو۔ اور آپ بیفکر ہیں۔ خیر میں تو صاف اور صحیح طور پر عرض کئے دیتا ہوں۔ کہ ہم ابھی کچھ کر نہیں سکتے۔ اور جو کر سکتے ہیں۔ وہ بھی نہیں کرتے۔ خدا ہی مدد کرے تو کرے۔ بھائیوں سے کچھ اُمید نہیں۔ ضرورتیں بہت ہیں۔ مگر دل نہیں۔ روپیہ تو ہی مگر نکلتا نہیں کچھ ہو۔ اگر کچھ بھی مسیحی محبت کا پاس ہو تو قوم کی بہتری کیواسطے اِسنے بڑھکر اور کوئی عمدہ بات نہیں۔ جو تدبیریں اِس رسالہ میں مولوی صاحب نے بتائی ہیں۔ اگر عمل میں لائی جاویں تو دیکھو ہماری حالت کیسے سُدھرتی ہو۔ ہم جو قوموں کے درمیان آوارہ ذلیل حقیر سمجھے جاتے ہیں۔ سب کے افسر اور سرتاج ہونگے +

اِس سوال کا جواب بھی کوئی بزرگ مجھے دیوے۔ کہ اسکی کیا وجہ ہو کہ عیسائی بہ نسبت اور لوگوں کے محنت سے بھی جُراتے ہیں۔ جسطرح اَور لوگ ہاتھ دھو کر علم کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ عیسائی بے پرواہ ہیں۔ محنت اور توجہ ہو ہی نہیں؟ +

آخری یہہ بات ہو کہ ہم سب کو مولوی صاحب کا دل سے شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ کہ وہ ہمارے واسطے ایسے فکرمند ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اِن باتوں کو خوب سوچیں۔ بذریعہ نور افشاں یا مخزن اسکے مضامین پر بحث کریں۔ مولوی صاحب نے کتاب یا رسالہ اپنی دل لگی کے واسطے نہیں لکھا۔ بلکہ سچ اور فکر اور بہتری کے واسطے۔ میرے خیال میں ضرورت تھی کہ یہہ رسالہ قیمتاً بیچا جاتا۔ نور افشاں ایک ضمیمہ نکال دیتا۔ بس تھا سال میں اتنا ضمیمہ کوئی بڑی بات نہ تھی۔ مولوی صاحب!!! بڑھاپے میں آپ نے اسقدر تکلیف فرمائی۔ جزاک اللّٰہ فی الدارین خیرا

میں ہوں آپ کا تابعدار۔ واعظ

غور طلب

ضرور ہو کہ وہ بڑھے اور میں گھٹوں قول یحییٰ نبی

یوحنا ۳-۳۰

انتخاب اخبار

کہنہ خیالات کی حالت

ایک مسلمان اپنے بعض کم علم اور بدظن بھائیوں کے غلط العام خیالات پر افسوس ظاہر کرتا ہی۔ کہ کیسی ہی عمدہ بات ہو وہ اسمیں شک کھڑا کرکے من گھڑت تاویلات کرتے ہیں۔ وہ لکھتا ہی کہ جبکہ روم اور روس کی خونخوار لڑائی ہوئی اور مجروحان ترک کیواسطے از راہ اسلامی ہمدردی جابجا ہمدردان قوم نے چندہ جمع کرنے کیلئے کوشش کی تو بعض مسلمان بھائیوں نے بذریعہ وعظ یا تقریر یہہ کہنا شروع کیا کہ روم و روس کے جنگ کی خبریں بالکل غلط ہیں۔ کہاں سلطان روم اور کہاں روس سے شکست۔ اس وقت تک باوجود چند صوبجات کی آزادی کے بہت سے نیک اور متقی مسلمانوں کا یہہ خیال ہی کہ سلطان روم (خدا نہ کرے) تمام عیسائیوں پر فرمانروا ہیں۔ ۱۲ لونڈیاں (شاید یورپ کے مختلف سلطنتوں سے مراد ہو) خراجگذار ہیں۔ بلکہ ہرسال لونڈیاں اُنکے پاس سے داخل حرم سلطانی ہوتی ہیں۔ راقم مضمون بیان کرتا ہی کہ حال ہی کا ذکر ہی کہ مجھکو اتفاق قصبہ چھبکر پور ضلع علیگڈھ جانیکا ہوا۔ وہاں ایک مشہور و دولتمند مسلمان تعلقہ دار ہیں۔ بہت سے علماء اور فقراء اُنکے پاس تشریف لاتے ہیں اور حسب لیاقت اور درجہ اُنکی امداد ہوتی ہی۔ ایک مسجد میں ایک درویش بھی تشریف رکھتے تھے۔ ذی علم (مگر پرانے طریقہ کے جغرافیہ تاریخ۔ زمانہ کے انقلاب اور موجودہ حالت دنیا سے ناواقف) تھے۔ تمام قصبہ میں اُنکا شہرہ تھا۔ مسجد میں اُنکے واسطے ایک پلنگ بچھا ہوا تھا (کوئی صاحب یہہ خیال کریں کہ شاید مسجد کے حجرہ میں تشریف رکھتے تھے نہیں بلکہ خاص مسجد کے اندر جہاں نماز باجماعت پڑھی جاتی ہی) ایک قالین بھی نیچے بچھا ہوا تھا۔ جہاں بعد نماز کے بیٹھکر گفتگو یا نصیحت فرماتے تھے۔ میں بھی ایک دن بعد نماز مغرب کے باادب اس بزرگ کی خدمت میں بیٹھ گیا۔ تمام معتقدین جمع تھے۔ ایک صاحب نے کہا کہ یہہ عنقریب ولایت انگلستان جاتے ہیں تاکہ وہاں اشاعت اسلام کیواسطے کوشش کریں۔ شاہ صاحب نے سنکر فرمایا کہ انکے جانے کی کچھ ضرورت نہیں ہی۔ کیا سلطان روم اشاعت اسلام کیواسطے کافی نہیں ہیں۔ سلطان روم نے لنڈن میں مسجد بنوادی ہی۔ ۱۲ لونڈیاں تابعدار ہیں۔ میں نے اپنے دل میں بزرگ صاحب کی دنیوی معلومات کا حال دریافت کرکے سکوت کیا اور تھوڑی دیر کے بعد نہایت ادب سے سلام کرکے رخصت ہوا۔ کیونکہ اگر میں زیادہ کلام کو طول دیتا تو نہ معلوم کیسی بری یا لامذہب کا خطاب حاصل کرتا۔ ✱ عام

مخزن مسیحی ناقل ہی کہ "بنارس کے پنڈتوں کے دل میں اُنکے مذہب کے شکست ہوجانیکا خوف سما گیا ہی۔ انکا یہہ قصد کہ سرکار میں یہہ درخواست بھیجی جاوے کہ کالجوں اور مدرسوں میں ایسی کتابیں خواندگی میں نہ شامل ہوں جن سے ہندو مذہب شکست ہوجاوے اس بات کا اظہار ہی اُنکے دلوں میں اُنکے مذہب کے شکست ہوجانیکا خوف غالب ہوگیا ہی۔ یہہ ایسا مقام ہی کہ ہمیں خدا کا شکر کرنا اور ہمت حاصل کرنا چاہئے۔ باوجود ہر قسم کی مخالفت اور سخت تعصب کے انجیل کی پاکیزہ تعلیم کی تاثیر اور اُسکے غالب ہونیکا اثر اُنکے دلوں پر ہوا ہی۔ اور اُنکی بھینی نظر کے آگے ہی۔ معترض ناحق اپنے اعتراضوں سے کاغذ سیاہ کرتے اور کہتے ہیں کہ مشنوں کو ہند میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اس امر کو ہندو پنڈتوں اور دیگر ہنود سے پوچھو جیسے ماد ہوں کے باوشاہ بلشاضر نے اپنی سلطنت کے زوال کی بابت اپنے محل کی دیوار پر لکھا ہوا دیکھا اور اسکا چہرہ متغیر ہوا۔ ویسا ہی ان پنڈتوں کو انکے مذہب کے زوال کا سامان نظر آتا ہی اور بے چینی اُنکے دامنگیر ہی ✱

رفیع الاخبار بنارس لکھتا ہی کہ بنارس میں کسی دل لگی باز نے یہہ مشہور کردیا ہی کہ سرکار پانی کی کل میں بل دینے کیلئے لڑکوں کو گرفتار کرتی ہی۔ اس سے جہلا میں ایک ہلچل مچا ہوا ہی۔ چاروں طرف اسی بات کا چرچا ہو رہا ہی کہ کوئی لڑکا سڑک پر نکلنے نہ پاوے ورنہ سرکار پکڑ کر بل چڑھا دیگی۔ اخبار مذکور لکھتا ہی کہ اس خبر سے ہماری دانست میں مردم شماری کے کام میں خلل پڑے تو کچھ تعجب نہیں ہی۔ کیونکہ عوام میں یہہ بھی چرچا ہی کہ سرکار گھر کے لوگوں کا ہی باعث شمار کر رہی ہی کہ جس گھر میں لڑکے زیادہ نکلینگے اُنکو زبردستی لیکر بل دیدیگی۔ معلوم نہیں کہ ہندوستانی لوگوں کی ایسی واہیات خام خیالیاں کب مٹینگی ✱

سیلون شہر کولمبو میں ۱۴ جنوری کو مسلمانوں کا ایک جلسہ یہہ غور کرنیکے لئے فراہم ہوا تھا کہ مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کا کیا انتظام ممکن ہی۔ اس جلسہ میں تین سو آدمی موجود تھے۔ ایک کمیٹی معتبر مسلمانوں کی مقرر ہوئی کہ سکول کے لئے مناسب جگہہ منتخب کرے اور سکول کے لئے چندہ فراہم کرے ✱

فریدپور میں جو بیگم آباد کے قریب ضلع ہذا میں ہی ڈاکہ پڑا۔ ڈاکوؤں کا گروہ ایک آسودہ جنیاں کی بیوہ کے مکان میں گھس گیا۔ یہہ عورت اپنے دو بچوں سمیت سوتی تھی اُسنے شور وغل کیا اور چلائی تو ڈاکوؤں نے اُسکو گنڈاسے سے زخمی کیا اور مار ڈالا۔ دو بچوں کو جنکی عمر سات اور ۹ برس کی تھی اسیطرح زخمی کیا اور مُردہ جانکر چھوڑ دیا جنہیں میرٹھ کی ڈسپنسری میں پہنچایا گیا۔ چھوٹے بچے کے بچنے کی اُمید نہیں ہی۔ مگر بڑے بچے کو آرام ہوتے ہوتے کئی ہفتے گذرینگے ایک زخم پیشانی سے ابرو پر ہوتا ہوا آنکھ اور کان کے قریب تک ہی تعجب ہی کہ اُسکی آنکھ کو ضرر نہیں پہنچا۔ مفسد مفرور ہیں

اور سپرہاسکنس ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس انکی تلاش میں مصروف ہیں ✦

اخبار عام لکھتا ہو کہ انگلستان کے مالداروں کی نسبت لنڈن کے اخبار نے بیان کیا ہو کہ وہاں پانچ شخص کروڑ پتی جائداد والے ہیں جن لوگوں کی جائداد ۵۰ لاکھ سے ایک کروڑ روپیہ کی ہو ایسے نو آدمی بیان کئے گئے ہیں کل قیمت جائداد کی جسپر محصول دینا پڑتا ہو ایک ارب ۵۰ کروڑ روپیہ ہو سنہ گذشتہ میں انگلستان والوں نے خیراتی چندوں میں جو روپیہ صرف کیا اسکی تعداد مجموعی ۲ کروڑ ۵۳ لاکھ روپیہ بیان کی گئی ہو۔ ماہ دسمبر میں انگلستان کے محاصل تجارت سے سال ماسبق کے ماہ دسمبر کی نسبت ایک کروڑ ۷۰ لاکھ روپیہ کا زیادہ مال برآمد ہوا۔ اور ۳۸ لاکھ ۴۰ ہزار روپیہ کا زیادہ مال درآمد ہوا۔ یہاں ہم نے ایک پونڈ کی قیمت دس روپیہ شمار کی لیکن پونڈ کی قیمت تیرہ روپیہ کے قریب ہو جس سے یہ رقمیں اور بھی زیادہ ہیں ✦

آخر ہفتہ دسمبر میں الہ آباد سے ایک یوریشین لڑکا مع اپنے برادر و ہم مکتب طالب علموں کے کانپور کو جاتا تھا کہ ایک بہادلپور کے سٹیشن کے قریب وہ ریل گاڑی سے گر پڑا لیکن گرتے ہی کھڑا ہو گیا اور سٹیشن پر چلا آیا کسی طرح کی چوٹ نہ لگی۔ اس نے بیان کیا کہ میں گاڑی کے تختہ پر سو رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ کیونکر گر پڑا ✦

جمعہ کے اجلاس کونسل واضعان قوانین میں مسودہ عمر رضامندی منتخب کمیٹی کے پیش ہوا جسکو اپنی رپورٹ کے ہفتہ کے اندر پیش کرنیکی ہدایت ہوئی۔ نواب احسان اللہ خان بہادر نے اس موقع پر مشرقی بنگال کے مسلمانوں کی طرف سے ظاہر کیا کہ جس غرض سے یہ ترمیم پیش کی جاتی ہو وہ نہایت ہی ضروری اور انسب ہو۔ بھلا ہندو تو شور مچاویں تو واجبی ہو لیکن ہم افسوس کرتے ہیں کہ بعض مسلمان اخبار نویس جیسا کہ مہذب لکھنؤ خواہ مخواہ اس مفید ترمیم کے برخلاف ہو اور لکھتا ہو کہ "جہانتک ہمیں اندازہ کرنیکا موقع ملا مسلمانوں کی عام رائے اس مسئلہ میں گورنمنٹ کے خلاف ہو۔ اور بیشک خلاف ہونا چاہئے"۔ حالانکہ مہر نیمروز کا کارسپانڈنٹ لکھتا ہو کہ اہل اسلام میں جبکہ یہ رسم نہ مروج ہو نہ وہ مذہباً اسکے لئے مامور ہیں نہ عقلاً قابل پسند ہی تو وہ کوئی صورت اس سے مخالفت کی اپنی دلائل میں پیش نہیں کر سکتے اخبارات میں جو یہ شہرت مدراس کے اہل اسلام کے اختلاف کی دیکھی جاتی ہو بہت کچھ مشتبہ اور پر مبالغہ معلوم ہوتی ہو۔ مسلمانوں کا تو کچھ اس قانون سے تعلق نہیں نہ اس سے انکا کچھ نفع یا نقصان متصور ہو ✦

بیان کیا جاتا ہو کہ لکھنؤ میں افیونیوں کی مردم شماری علیحدہ لی گئی ہو۔ جس کے باعث ایک افواہ یہ پھیل گئی ہو افیونی لوگوں پر کوئی ناگوار ٹیکس لگایا جائیگا۔ افیونی حیران اور پریشان ہیں۔ لکھنؤ میں بہت مسلمان لوگ افیونی ہیں شاید سو میں ۲۵ ہونگے جو افیون کم و بیش نہ کھاتے ہوں ✦

نامہ نگار لاڈوہ ضلع انبالہ رقمطراز ہیں کہ برہمنوں نے بڑا ہی غضب ڈھا رکھا ہو جس بیوہ عورت کو مالدار دیکھتے ہیں جھٹ وہاں جا گھستے اور سادہ لوح عورت کو سکھا پڑھا کر اسکا مال ہضم کر جاتے ہیں۔ چنانچہ قصبہ لاڈوہ میں ایک بنیاں بنام سنگل سین لاولد قضا کر گیا۔ لچھمی نراین ایک برہمن نے اسکی بیوہ سے کہا کہ تو اپنی تلسی[✦] کے درخت کی شادی ہمارے ٹھاکر کے ساتھ کر دے۔ عورت دم میں آگئی۔ شادی رچائی تلسی کو زر و زیور سے آراستہ کیا گیا۔ برات آئی۔ اور خوب شیرینی اڑائی۔ ٹھاکر جی کے پھیرے ہوئے اور عورت مذکورہ نے قریب دو ہزار روپیہ کا زیور اور نقد روپیہ جہیز میں دیا۔ نامہ نگار صاحب چاہتے ہیں کہ ایسے دھوکہ بازوں پر سرکار متوجہ ہو اور اس قسم کی شادیوں پر کچھ ٹیکس لگایا جاوے تو بہتر ہو ✦

اخبار عام ناقل ہو کہ بیان کیا گیا ہو کہ عرب میں بردہ فروشی کی رسم ابتک جاری ہی حج کے موقع پر غلاموں کی خرید و فروخت خوب ہوتی ہو۔ ایک عیسائی اخبار لکھتا ہو کہ مسجدوں کے پاس غلاموں کی تجارت کے کھلے بازار ہیں جہاں حاجیوں کی نظر انپر پڑے ۵ سے ۲۵ برس کی عمر کے مرد اور عورت بھیڑ بکریوں کی طرح فروخت کئے جاتے ہیں۔ غلاموں کی خوبصورتی اور انکے جسم کے نقایص کمال باریکی سے دیکھے جاتے ہیں۔ حسین لڑکیاں جو ۱۰ سے ۱۵ برس تک کی ہوں بڑے دام میں بکتی ہیں۔ ہر ایک کا دو سو سے تین سو تک مول دیا جاتا ہو۔ ۵ سے ۱۱ برس تک کے لڑکے ڈیڑھ سو روپیہ میں بیچے جاتے ہیں۔ ۱۳ سے ۲۲ برس تک کی عورتیں ڈیڑھ سو میں خریدی جاتی ہیں۔ اور اسی عمر کے مردوں کا ایک سو سے زیادہ دام نہیں لگتا ✦

امرتسر پادری بروس صاحب کا ایک گھر چوری گیا۔ چار ملزم پکڑے گئے بعد التحقیقات معلوم ہوا کہ ان چاروں نے اسیطرح سے گیارہ گھر امرتسر کے صاحب لوگوں کے چرا کر لاہور و میانمیر میں آٹھ سو روپیہ کو فروخت کئے ہیں جسپر تین مجرم تو چھ چھ ماہ اور ایک چار ماہ قید سخت کے سزایاب ہوئے ✦

ایڈنبرا کے رئیس انشی ٹیوشن میں ایک نوجوان لڑکا مصوری کا کام سیکھتا ہو جسکا پیدائش ہی سے کوئی ہاتھ نہیں ہو۔ یہہ پاؤں سے ایسی عمدہ نقاشی کر سکتا ہو کہ علم و فن کے صیغہ میں لنڈن میں دوسری اور تیسری جماعت کا امتحان پاس کر لیا ہو اور انعام میں ایک کنسنگٹن کا تمغہ بھی پایا ہو ✦

بقول سراج الاخبار بیگم صاحبہ بھوپال نے حکم دیا ہو کہ سو آدمی مقرر کئے جائیں کہ وہ ہر سال بلکہ حج کر کے اس کا ثواب مولوی صدیق حسن خان انجہانی کی روح کو پہنچائیں ✦

تاوان جنگ روس کی باقی رقم قرضہ جو ترکی کے ذمہ واجب الادا ہو اسکی تعداد ۳۰ لاکھ ۸۰ ہزار ۴ سو ۷۵ پونڈ ہو جسکے قریب چار کروڑ ۹۲ لاکھ ۵۰ ہزار سات سو بارہ روپیہ ہوا ✦

✦ نہ معلوم اس عجیب شادی کا تذکرہ دبلی سناتن دھرم میں کیوں نہیں ہوا۔

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

ولیعہد روس کے والد انکی طرف سے بڑے متفکر رہتے ہیں روزانہ تار برقی کی تاکید ہو اور ہر مقام سے تار بھیجے جاتے ہیں شہنشاہ و بیگم بڑی خوشی سے پیغام تار پڑھتی ہیں +

لنڈن کے ایک تار برقی سے معلوم ہوا کہ جنوری کی ۱۶ تاریخ کو دریائے ٹیمس کا پانی ایسا جم گیا تھا کہ جہازوں کی آمد و رفت بند ہو گئی تھی +

سالٹ لیک سیٹی کے نابینا اڈیٹر ٹرنک السیمن صاحب کی آنکھوں کا معالجہ عجیب طور سے ہوگا انکی آنکھوں کی جگہ خرگوش کی آنکھیں حلقہ چشم میں رکھی جاوینگی اور بینائی کی رگوں سے جوڑی جاوینگی +

مسٹر بریڈلا کی وفات پر جو ۳۰ جنوری کو ہوئی اکثر لوگ افسوس کرتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ دم واپسین خدائے واجب الوجود کی نسبت انکا کیا خیال اور بعد مرگ حیات ابدی کے بارہ میں کیا امید تھی +

قاہرہ سے خبر آئی کہ سوڈانی درویشوں نے سواکیم کے متصل چھاپہ مارا۔ فوج مصری نے مقابلہ کیا اور درویشوں کو شکست دی اور ہندوب پر قبضہ کر لیا +

ملک اٹالیہ کے پانچ سپاہی اور ایک افسر کوہ الپس کے اوپر بشدت سردی سے مر گئے۔ کوہ الپس کی بلندی تمام دنیا میں مشہور ہے +

آسٹریلیا کی بہت عورتوں نے اس بات کے لئے عرضی دی ہو کہ انہیں فوج میں کام کرنے کا استحقاق حاصل ہو۔ آسٹریلیا کی عورتیں بڑی دلیر معلوم ہوتی ہیں +

جرمن کے ڈاکٹر سیب کے استعمال کو اور پھلوں سے زیادہ مفید بتاتے ہیں۔ اس لئے کہ انہیں فاسفرس زیادہ ہوتا ہو +

سلطنت روم کا کل قومی قرضہ سوا بہ کروڑ ۳۹ لاکھ ۲ ہزار پانسو ستر پونڈ ہو جسمیں تاوان جنگ روس کی رقم بھی شامل ہو +

پارلیمینٹ لنڈن میں تحریک ہوئی کہ سزائے پھانسی موقوف کی جائے۔ یہہ مسئلہ نہایت غور طلب ہو اور یقین ہو کہ تجویز آخیر بڑی بحث و مباحثہ کے بعد قرار پائیگی +

جاپان میں لڑکے اور لڑکیوں کی عمر رضامندی کی نسبت نیا قانون جاری ہوا ہو لڑکے کی عمر کم از کم ۱۷ برس اور لڑکی کی عمر کم سے کم ۱۵ برس مقرر ہیں +

جاپان والوں نے ایجاد کیا ہو کہ گھانس کی روئی بن سکے۔ قدیم مصری گھانس کی چٹائیں بناتے تھے۔ لیکن جاپانی خشک گھانس کی روئی بناتے ہیں +

ولایتی خط کا محصول جسکا وزن ایک تولہ سے زیادہ نہیں ۵۲ برس پہلے ۲۲ روپیہ تھا۔ سال بھر میں صرف تین بار روانہ ہوتا تھا۔ فی الحال اسیقدر روزانی خط کا محصول ۱۰ سے زیادہ نہیں اور ولایتی ڈاک ہر ہفتہ آتی جاتی ہو +

ملک برہما کے شہر منڈلے میں یہودی کثرت سے آباد ہیں۔ وہ محلہ جہاں وے آباد ہیں یہودی محلے کے نام سے مشہور ہی +

برہما میں ایک ڈپٹی کمشنر بعد تحقیقات کیشن رشوت ستانی کے جرم میں معطل کئے گئے۔ یہہ گورنمنٹ کی عدالت کا کامل ثبوت ہو۔ اگر ایسا عملدار ہوا تو بہت راشی باز رہینگے +

درہ خوجک کی ریلوے سرنگ پر روپیہ پانی کیطرح صرف ہوا ہو۔ فی گز سرنگ پر تیرہ سو روپیہ خرچ کل روپیہ جو اس سرنگ پر خرچ ہوا ساٹھ لاکھ سے کم نہیں ہو +

حیدرآباد سندھ میں ایک نئے سیول ہسپتال اور میڈیکل سکول کی بنیاد پڑنے والی ہو +

حیدرآباد میں آبرسانی کا کام جاری ہونیوالا ہی جسمیں نواب سر آسمان جاہ بہادر مدار المہام ریاست نے مفید عام کام سمجھ کر ایک لاکھ روپیہ عطا فرمایا +

مسٹر ٹڈ رجسٹرار فیض آباد کو بجرم رشوت ستانی ۱۲ ماہ قید سخت کی سزا دی گئی۔ مقدمہ کئی روز تک ہائیکورٹ الہ آباد میں چلتا رہا آخر مجرم ثابت ہو گئے +

دہلی میں ایک ڈپٹی انسپکٹر بحالت نشہ ایک بازاری عورت کے مکان پر جا کر اُسکو مارنے لگا۔ کوتوالی میں رپورٹ گذری اور انسپکٹر صاحب بوجہ بدچلنی موقوف کئے گئے +

الور میں ایک برہمن کو جو بعلت خون مجرم تھا پھانسی دی گئی۔ برٹش گورنمنٹ کے عہد میں خونی مجرم خواہ برہمن ہو یا شودر سزائے قصاص یکساں پاتے ہیں +

گوالیار میں ۲۵ جنوری کو ولیعہد روس نے ایک چیتے کا شکار کیا۔ ہندوستان میں جبسے شہزادہ صاحب آئے ہیں یہہ پہلی ہی دفعہ چیتے کا شکار اپنے ہاتھ سے کیا +

بھوپال کا نامی ڈاکو مستی ملا معہ اپنے ایک بیٹے کے گرفتار ہو گیا۔ ملا کو سزائے حبس دوام دی گئی اور اُسکے بیٹے کو پھانسی ہوئی۔ گرفتار کنندہ کو معقول انعام ملا +

مسٹر کین نے حیدرآباد میں شراب کے بارے میں لکچر دیا۔ لیکن وہاں مینوشی اسقدر بڑھی ہوئی ہو کہ اُس جلسہ لکچر میں بہت تھوڑے لوگ شریک ہوئے +

ضلع ہگلی کے میونسپل کمشنروں نے اپنے محکمہ کے کل ملازموں کو بجز ایک کے یکقلم موقوف کر دیا ہو۔ اور ارادہ کیا ہو کہ بجائے انکے سب نئے ملازم باہر سے بلوائے جائیں +

نواب صاحب ممدوٹ ایک سولہ ماہ کے بچہ کو یتیم چھوڑ گئے ہیں جو وارث ریاست ہو تا سن تمیز یہہ ریاست انتظام کورٹ آف وارڈ میں داخل کی گئی ہو +

منڈی میں ہندوؤں کا ایک فرقہ جو سوراجی کہلاتا ٹیکہ لگوانے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم گائے کے لہو سے اپنے لہو کو کبھی ناپاک نہ کرینگے خواہ چیچک سے مر ہی جائیں +

مہم کوہ سیاہ کو بھیجنے کے لئے دس خچریں جو پونا سے ریل میں آرہی تھیں گاڑی میں گھاس کو آگ لگ جانے سے جلس گئیں۔ ایک تو جانبر نہ ہوسکی اور نو مویشی ہسپتال میں بھیجی گئیں +

بنارس میں ایک آٹھ پانچ سالہ لڑکے کی جان عزیز اس نامراد زیور کی بدولت فنا ہوئی۔ معلوم نہیں کہ ہندوستانیوں کو کیا جنون ہوگیا ہی کہ بچوں کو زیور پہنانے سے باز نہیں آتے اور ہزاروں بچے مفت مارے جاتے ہیں +

مہاراجہ بنارس نے زنانہ شفاخانہ کیواسطے پچیس ہزار روپیہ عنایت کئے ہیں اور جب شفاخانہ بنکے تیار ہوجائیگا تب اُسکا پورا خرچ اُٹھانیکا وعدہ کیا ہی +

ہلدوانی میں جو نینی تال پہاڑیوں کے دامن میں واقع ہی۔ ہیضہ پھیل گیا ہی جس سے کئی اموات وہاں رجسٹر ہوئی ہیں۔ پچھلے سال بھی اسی موسم میں یہہ وبا پھیل گئی تھی +

روہیلکھنڈ سے پادری سی ایل بیئر صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں ہزاروں آدمی دین عیسوی قبول کرنے کے لئے رجوع ہیں۔ یقین ہی کہ اس ضلع میں امسال قریب پانچہزار آدمی اصطباغ پاوینگے +

گذشتہ سال ہند کی کرسچین ورنیکولر سوسائٹی کیطرف سے سات لاکھ اسی ہزار متفرق دینی رسالے اور پرچے شایع ہوئے ہیں +

حضور وائسرائے کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ولایت سے ہندوستان کو تشریف لانیوالے ہیں اور آئندہ موسم سرما تک ہندوستان ہی میں تشریف رکھینگے +

آفتاب پنجاب کی کسر نفسی پر کوہ نور معترض ہو کر ہم اکثر میں ہمعصر کے ایڈیٹوریل ریمارک میں لفظ "ہم" صیغہ واحد پاتے ہیں۔ شاید سب معاملہ واحد ہو +

گورنمنٹ ہند ریاست کشمیر میں تمام جگہ بندوبست کرنیوالی ہی کہ بمصوری آلات وہ سیر شائیکجا جائے پنجاب کے ملک کے موافق علاقہ انگریزی میں ایک ہی محصول قایم ہو +

سنگھ سبہا کی رائے بزور سے مویّد ہی کہ خالصہ کالج لاہور میں نہیں بلکہ امرتسر میں قایم ہونا چاہئے۔ وجوہات بھی معقول پیش کرتے ہیں۔ دیکھئے آخر کو کہاں قایم ہونے پر فیصلہ ٹھہرتا ہی +

خالصہ کالج کے فنڈ میں مہاراجہ کپورتھلہ نے ایک لاکھ روپیہ عطا فرمایا۔ علاوہ بریں اہلکاران ریاست نے تیس ہزار روپیہ جمع کردیا۔ اس کالج کے لئے سرگرمی کے ساتھ چندہ فراہم ہو رہا ہی +

امرتسر پختہ خبر ہو کہ کرنیل لمینگ صاحب ڈپٹی کمشنر فرلو رخصت پر تشریف لے جائینگے۔ سردی سے لوگ الامان پکار اُٹھے تین آدمی سردی کے مارے مرگئے +

سیالکوٹ بازار گنک منڈی میں ایک اُچکا گھٹڑی کترتا ہوا گرفتار ہوا ہی۔ ۲۳ جنوری کی رات کو ایک کنسٹبل جاٹ کچہری کے درخت سے لکڑی کاٹتا ہوا گرکر مرگیا +

گوجرانوالہ مرزا امانت علی صاحب تحصیلدار حافظ آباد جنکی گھوڑی سے گرکر ٹانگ ٹوٹ گئی تھی ۷ جنوری کو راہی ملک بقا ہوئے۔ یہہ تنومند جوان تھے +

موضع بھر تھانوالہ تحصیل سیالکوٹ میں جس آدمی نے اپنی ایک عورت اور دو آدمیوں کو قتل کیا تھا وہ عدالت سشن سے حبس دوام بعبور دریائے شور کا سزایاب ہوا +

پانی پت کرنال گورہ پلٹن کا ایک کپتان گھوڑے پر سوار ہو کر تنہا شکار کو گیا تھا۔ گھوڑا خالی واپس آیا سوار کا سراغ نہیں ملتا۔ پولیس تفتیش میں سرگرم ہی +

امرتسر میں ہاتھی دروازہ کے متصل میونسپلٹی نے مویشیوں کے لئے ایک شفاخانہ بنایا ہی جہاں زمینداروں کے بیمار مویشیوں کا علاج کیا جائیگا +

گورنمنٹ عالیہ نے راجہ صاحب کپورتھلہ کے اعزاز میں ترقی کی۔ ابتک آپ کو گورنمنٹ کی حضور سے مواقع سعید پر ساڑھے چار ہزار روپیہ کا خلعت عطا ہوا کرتا تھا۔ آیندہ کو چھ ہزاری خلعت عطا ہوگا +

سرکاری خبریں

لالہ سانجی مل بی اے اکسٹرا جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپس ہونے پر بجائے لالہ گوپال داس کے جو پرنسل اسسٹنٹ صاحب سپرنٹنڈنٹ مردم شماری پنجاب کے مقرر ہوئے ہیں۔ گوجرانوالہ میں تعینات کئے گئے +

مسٹر جے سی برون صاحب ڈپٹی کمشنر ملتان کو چار ماہ کی غیر معمولی رخصت ۲ فروری ۱۸۹۱ء سے عطا ہوئی +

سی ای ایف بنبری صاحب مسٹر ایچ سی کوکسن صاحب کے رخصت سے واپس ہونے تک قایم مقام ڈپٹی کمشنر ملتان رہینگے +

حل طلب سوالات

ایک آدمی سرکاری گھوڑوں پر نوکر تھا۔ اور وہ اس طرح سے باندھے جاتے تھے۔ کہ جس جگہ داروغہ صاحب کھڑے ہوتے تھے اُنکو ایک لائن میں نو ہی نو نظر آتے تھے جیسا کہ ذیل کے نقشے سے واضح ہی۔ اور داروغہ صاحب عین درمیان استادہ ہوتے تھے۔ جو شخص اُنپر نوکر تھا۔ اُسکے ایک دوست کو شادی پیش آئی اُسنے کہا کہ چار گھوڑے مجھکو دیدو شادی کے بعد دیدونگا۔ تو بتلاؤ تو کس ترکیب سے باندھے کہ جب داروغہ صاحب پھر آویں تو اُنکو ایک لائن میں نو ہی نو نظر آویں جب کہ چار وہ اپنے دوست کو دیدے۔ جب شادی سے دوست نے فراغت پائی۔ اور سرکاری گھوڑوں کی خرید کا وقت آیا تو دوست نے کہا۔ کہ میرے بھی چار گھوڑے باندھو۔ تو بتلاؤ کہ

اب چار اور ملا کر کس ترکیب سے باندھے کہ اب بھی داروغہ صاحب کو ایک لائن میں نو ہی نو نظر آئیں ٭

اسطرح سے اصطبل میں گھوڑے باندھے جاتے ہیں ٭

ش	ش	ش
ش	چار دار غچے	ش
ش	ش	ش

دیگر

۲۵ دوکانیں ہیں ـ اور ۵ حصہ دار ہیں ایک دوکان کا کرایہ ایک روپیہ دوسری کے دو تیسری کے تین اسیطرح سے ایک ایک بڑھا کر پچیسویں دوکان کا کرایہ پچیس روپیہ ہو ـ اب حصہ دار چاہتے ہیں کہ اسکو برابر حصوں میں تقسیم کریں ـ تو بتلاؤ کہ کس کس کرایہ کی دوکان ہر ایک حصہ دار کو آئی ـ کرایہ ہر ایک کو برابر ملے ٭

مرسلہ

کریم اللہ طالب علم انٹرنس کلاس ایم ـ بی ہائی سکول لودیانہ از مقام لکھنہ

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

ضلع گورداسپور

اعلیٰ درجہ کے دیسی عیسائیوں کے لڑکوں کیلئے

ایک بورڈنگ سکول

پرنسپل .... پادری ای کارفیلڈ صاحب ـ
ہیڈ ماسٹر .... بابو آئی ـ سی سنگھا صاحب ـ
سکنڈ ماسٹر .... بابو ڈی ـ این بوس صاحب بی ـ اے
مدرس السنہ مشرقی ..... مولوی قطب الدین بی ـ او ـ ایل
ہاؤس ماسٹر ...... { منشی نہال چند صاحب / اور چار اور مددگار مدرس }
کل فیس .... پانچ روپیہ آٹھ آنہ ماہوار

سنہ ۱۸۹۱ء و ۱۸۹۲ء میں سال تعلیمی یکم مارچ سے شروع ہوگا ٭ جو اصحاب اپنے لڑکوں کو بھیجنا چاہیں انکی خدمت میں التماس کی جاتی ہے کہ تاریخ مذکورۃ الصدر سے پہلے پہلے فیصلہ کر کے عین تاریخ پر لڑکوں کو بھیجدیں ٭

درخواستوں کے نمونے جناب پرنسپل صاحب سے دستیاب ہو سکتے ہیں ٭

جو طلبا امسال ہذا کے امتحان مڈل میں کامیاب ہو کر سکول میں داخل ہوں یا انہوں نے امسال سکول سے امتحان مڈل پاس کیا ہو ان سب کو بطور نیچ کے ایک امتحان لیا جاوے جو طالب علم بلحاظ مقابلہ اول نمبر ہوگا ـ اسکو وظیفہ تعدادی صہ روپیہ ماہوار کا عطا ہوگا ٭

ضرورت

مدرسہ ہذا کے لئے ایک عیسائی استاد کی ضرورت ہے تنخواہ حسب لیاقت ۳۰ سے ۴۰ روپیہ تک دیجائیگی درخواست مع نقول اسناد صاحب پرنسپل کی خدمت میں آنی چاہئیں ٭

دستخط

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

ضرورت

چرچ آف سکاٹ لینڈ مشن کے واسطے دو تجربہ کار کرسچن کی ضرورت ہے ـ جنمیں سے ایک ڈلہوزی میں کام کریگا ـ اور دوسرا ریاست چمبہ میں ـ درخواستیں مع اسناد لیاقت اور نیک چلنی راقم کے پاس جلدی پہنچنی چاہئیں ٭

المشتہر پادری ولیم واکر صاحب چمبہ

اس ہفتہ میں پیدائش اموات کی رپورٹ دفتر ہذا میں پہنچی ـ پیدائش ۲۲ ـ اموات ۲۳ ـ

لودیانہ

ہفتہ حال میں محلہ ڈھولیوال ایک سنار کی دوکان کا قفل بوقت نصف شب ایک چور نے توڑ کر اپنا جوتہ اور کمبل اور چھرا چبوترہ پر رکھ کے اندر گھسا اور تلاش مال میں مصروف تھا کہ اس اثنا میں محلہ کا چوکیدار جو محاذی دوکان سے گذرا اور یہ حال دیکھ کر پکارا کہ اندر کون ہے تو چور جھپٹ کر اندر سے نکلا اور چوکیدار سے چھڑا کر بھاگ گیا ـ کوئی چیز لینے نہ پایا بلکہ کمبل اور جوتہ وغیرہ گر دے دیگیا ـ پولیس نے باضابطہ تحقیقات کی مگر ابتک چور کا کچھ پتہ نہیں لگا ـ شاید کوئی بیرونی دیہاتی آدمی تھا جیسا کہ اُسکے جوتہ سے ظاہر ہوتا ہے ـ سنا گیا کہ شہر میں اور بھی قفل شکنی کی وارداتیں وقوع میں آئیں اور بعض مجرم جو امرتسری قیاس کئے جاتے ہیں گرفتار بھی ہوئے ہیں ٭

شہر میں آجکل پتنگ بازی کا بازار بشدت گرم ہے ـ سیکڑوں پتنگ اوڑتے ـ لڑتے کٹتے نظر آتے ہیں ـ نوعمر جوانوں اور لڑکوں کے غول کے غول سڑکوں پر احمق کی طرح منہہ اُٹھائے بھاگتے پھرتے ہیں ـ جہاں دیکھتے ہیں کوئی پتنگ کٹ گیا بے تحاشا لوٹنے کے لئے دوڑتے اور اگر ایک کے ہاتھ پتنگ آگیا تو سب اُسپر ٹوٹ پڑتے اور تبرک کیطرح ایک ایک ٹکڑا ہاتھ لگ جانا غنیمت سمجھتے ہیں ـ بعض لڑکے لمبے بانسوں میں جھاڑ باندھے ہوئے کوٹھوں پر پتنگ کٹنے کے منتظر رہتے اور ڈور کو جھاڑ میں اولجھا لینے کی کوشش میں ادھر اُدھر چھتوں پر دیوانہ وار دوڑتے ہیں ـ جہانتک ہم نے دیکھا اس واہیات کھیل میں نوجوان مسلمان زیادہ تر مشغول ہیں اور یہہ بھی منجملہ دیگر بواعث محمدیوں کی تنزلی اور علم و ہنر میں عدم ترقی و افلاس کا باعث ہے ٭

واسطے پادری ای پی نیوٹن صاحب کے امریکن مشن پریس لودیانہ میں مسٹر ایم وائلی صاحب منیجر کے اہتمام سے چھپا ٭